اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۱۸

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۱۹

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰

ہیں۔[۱] (۱۷)

یہی لوگ ہیں دائیں بازو والے (خوش بختی والے)(۱۸)

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا یہ کم بختی والے ہیں۔(۱۹)

انہی پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیری[۲] ہوئی ہوگی۔(۲۰)

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

سورۂ شمس مکی ہے اور اس میں پندرہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲

وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷

قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی۔[۳] (۱)

قسم ہے چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔[۴] (۲)

قسم ہے دن کی جب سورج کو نمایاں کرے۔[۵] (۳)

قسم ہے رات کی جب اسے ڈھانپ لے۔[۶] (۴)

قسم ہے آسمان کی اور اس کے بنانے کی۔[۷] (۵)

قسم ہے زمین کی اور اسے ہموار کرنے کی۔[۸] (۶)

قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی۔[۹] (۷)

---

(۱) اہل ایمان کی صفت ہے کہ وہ ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کی تلقین کرتے ہیں۔

(۲) مُؤْصَدَةٌ کے معنی مُغْلَقَةٌ (بند) یعنی ان کو آگ میں ڈال کر چاروں طرف سے بند کر دیا جائے گا' تاکہ ایک تو آگ کی پوری شدت و حرارت ان کو پہنچے۔ دوسرے' وہ بھاگ کر کہیں نہ جا سکیں۔

(۳) یا اس کی روشنی کی' یا مطلب ضحیٰ سے دن ہے۔ یعنی سورج کی اور دن کی قسم۔

(۴) یعنی جب سورج غروب ہونے کے بعد وہ طلوع ہو' جیسا کہ پہلے نصف مہینے میں ایسا ہوتا ہے۔

(۵) یا تاریکی کو دور کرے' ظلمت کا پہلے ذکر تو نہیں ہے لیکن سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ (فتح القدیر)

(۶) یعنی سورج کو ڈھانپ لے اور ہر سمت اندھیرا چھا جائے۔

(۷) یا اس ذات کی جس نے اسے بنایا۔ پہلے معنی کی رو سے مَا بمعنی مَنْ ہوگا۔

(۸) یا جس نے اسے ہموار کیا۔

(۹) یا جس نے اسے درست کیا۔ درست کرنے کا مطلب ہے' اسے متناسب الاعضاء بنایا' بے ڈھبا اور بے ڈھنگا نہیں بنایا۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ﴿٩﴾
وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ﴿١٠﴾
كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴿١١﴾
إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ﴿١٢﴾
فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ﴿١٣﴾
فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ
فَسَوَّاهَا ﴿١٤﴾

پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی۔[1] (۸)
جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا۔[2] (۹)
اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔[3] (۱۰)
(قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلایا۔[4] (۱۱)
جب ان میں کا بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔[5] (۱۲)
انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔[6] (۱۳)
ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں،[7] پس ان کے رب نے ان کے

---

(۱) الہام کا مطلب یا تو یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح سمجھا دیا اور انہیں انبیا علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے ذریعے سے خیرو شر کی پہچان کروا دی۔ یا مطلب ہے کہ ان کی عقل اور فطرت میں خیر اور شر، نیکی اور بدی کا شعور ودیعت کر دیا۔ تاکہ وہ نیکی کو اپنائیں اور بدی سے اجتناب کریں۔

(۲) شرک سے، معصیت سے اور اخلاقی آلائشوں سے پاک کیا، وہ اخروی فوزوفلاح سے ہمکنار ہو گا۔

(۳) یعنی جس نے اسے گمراہ کر لیا، وہ خسارے میں رہا۔ دَسَّ، تَدْسِیسٌ سے ہے، جس کے معنی ہیں۔ ایک چیز کو دوسری چیز میں چھپا دینا۔ دَسَّاهَا کے معنی ہوں گے جس نے اپنے نفس کو چھپا دیا اور اسے بے کار چھوڑ دیا اور اسے اللہ کی اطاعت اور عمل صالح کے ساتھ مشہور نہیں کیا۔

(۴) طُغْیَانٌ، وہ سرکشی جو حد سے تجاوز کر جائے اسی طغیان نے انہیں تکذیب پر آمادہ کیا۔

(۵) جس کا نام مفسرین قدار بن سالف بتلاتے ہیں۔ اس نے ایسا کام کیا کہ یہ رئیس الاشقیاء بن گیا سب سے بڑا شقی (بدبخت)۔

(۶) یعنی اس اونٹنی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے، اسی طرح اس کے لیے پانی پینے کا جو دن ہو، اس میں بھی گڑبڑ نہ کی جائے۔ اونٹنی اور قوم ثمود دونوں کے لیے پانی کا ایک ایک دن مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس کی حفاظت کی تاکید کی گئی۔ لیکن ان ظالموں نے پروا نہیں کی۔

(۷) یہ کام ایک ہی شخص قدار نے کیا تھا۔ لیکن چوں کہ اس شرارت میں قوم بھی اس کے ساتھ تھی اس لیے اس میں سب کو برابر کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور تکذیب اور اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کی نسبت پوری قوم کی طرف کی گئی۔ جس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ ایک برائی کا ارتکاب کرنے والے اگر چند ایک افراد ہوں لیکن پوری قوم اس برائی پر نکیر کرنے کے بجائے اسے پسند کرتی ہو تو اللہ کے ہاں پوری قوم اس برائی کی مرتکب قرار پائے گی اور اس جرم یا برائی میں برابر کی شریک سمجھی جائے گی۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی[1] اور پھر ہلاکت کو عام کردیا اور اس بستی کو برابر کردیا۔[2] (۱۴)
وہ نہیں ڈرتا اس کے تباہ کن انجام سے۔[3] (۱۵)

سُوْرَةُ اللَّيْلِ

سورۂ لیل مکی ہے اور اس میں اکیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾

قسم ہے رات کی جب چھا جائے۔[4] (۱)

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾

اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔[5] (۲)

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ﴿۳﴾

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔[6] (۳)

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿۴﴾

یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے۔[7] (۴)

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾

جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)[8] (۵)

---

(۱) دَمْدَمَ عَلَيْهِمْ ' ان کو ہلاک کردیا اور ان پر سخت عذاب نازل کیا۔

(۲) عام کردیا' یعنی اس عذاب میں سب کو برابر کردیا' کسی کو نہیں چھوڑا' چھوٹا بڑا' سب کو نیست و نابود کردیا گیا۔ یا زمین کو ان پر برابر کردیا یعنی سب کو تہ خاک کردیا۔

(۳) یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ ڈر نہیں ہے کہ اس نے انہیں سزا دی ہے کہ کوئی بڑی طاقت اس کا اس سے بدلہ لے گی۔ وہ انجام سے بے خوف ہے کیوں کہ کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو اس سے بڑھ کر یا اس کے برابر ہی ہو' جو اس سے انتقام لینے کی قدرت رکھتی ہو۔

(۴) یعنی افق پر چھا جائے جس سے دن کی روشنی ختم اور اندھیرا ہو جائے۔

(۵) یعنی رات کا اندھیرا ختم اور دن کا اجالا پھیل جائے۔

(۶) یہ اللہ نے اپنی قسم کھائی' کیوں کہ مرد و عورت دونوں کا خالق اللہ ہی ہے مَا موصولہ ہے۔ بمعنی الَّذِي۔

(۷) یعنی کوئی اچھے عمل کرتا ہے' جس کا صلہ جنت ہے اور کوئی برے عمل کرتا ہے جس کا بدلہ جہنم ہے۔ یہ جواب قسم ہے شَتّٰى، شَتِيْتٌ کی جمع ہے' جیسے مَرِيْضٌ کی جمع مَرْضٰى۔

(۸) یعنی خیر کے کاموں میں خرچ کرے گا اور محارم سے بچے گا۔